افادات حکیم الامت حضرت شاہ ولی اللہ الدہلویؒ
ترتیب و تشریح : مولانا عبدالحمید سواتی نصرۃ العلوم گوجرانوالہ

اسلام میں حلال و حرام کا تشریعی فلسفہ

قسط ثانی

گذشتہ سے پیوستہ

مُرغ ــــــ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ آپ نے مرغ کا گوشت کھایا۔ اور مرغ کے مانند ہی بطخ اور مرغابی کا گوشت بھی ہے۔ ان کا گوشت طیبات میں سے ہے۔ جن کو اللہ تعالیٰ نے حلال قرار دیا ہے۔ (ویحل لہم الطیبات ویحرم علیہم الخبائث) اور مرغ کو یہ بھی فضیلت حاصل ہے کہ جب وہ فرشتہ کو دیکھتا ہے تو بانگ دیتا ہے۔ جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔

کتا اور بلی ــــــ یہ دونو جانور حرام قرار دیئے گئے ہیں کیونکہ یہ سباع (درندہ جانوروں میں سے ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے درندہ جانوروں کا کھانا حرام قرار دیا ہے۔ اور اس کے علاوہ کتا شیطان کے ساتھ مناسبت رکھتا ہے۔ (یعنی اس میں بعض شیطانی اوصاف پائے جاتے ہیں، مثلاً حرص و آز اور ہر چیز کو سونگھتے پھرنا، شہوت بطن اور شرمگاہ کی شہوت میں ہمہ وقت مستغرق رہتا ہے اور راہ گیروں کو ایذا پہنچانا مزید برآں ہے۔ بعض اوصاف کتے میں اچھے بھی ہیں، اس لئے شریعت نے بعض حالات میں کتے کو رکھنے کی اجازت بھی دی ہے۔ شر محض تو کوئی چیز بھی نہیں مگر حکم اوصاف غالبہ پر لگایا جاتا ہے۔)

دوسری قسم وحشی جانوروں کی ہے ان میں سے وہ جانور حلال قرار دیئے گئے ہیں جو مویشیوں (بہیمۃ الانعام) کے ساتھ نام اور صفت میں مشابہت رکھتے ہیں۔ جیسے ہرن، نیل گائے اور شتر مرغ وغیرہ صحیح حدیث میں آیا ہے۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مبارک میں گورخر (جنگلی گدھا) کا گوشت پیش کیا گیا تو آپ نے

اسے تناول فرمایا۔ اور خرگوش کا گوشت بھی آپ کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ آپ نے اسے بھی قبول فرمایا اور آپ کے دستر خوان پر گوہ کھایا گیا۔ حضرت شاہ ولی اللہؒ فرماتے ہیں کہ اصل بات یہ ہے کہ عرب کے لوگ اس قسم کی چیزوں کو پاکیزہ خیال کرتے تھے۔ اور اس بنا پر وہ لوگ گوہ کے کھانے سے گریز نہیں کرتے تھے۔ البتہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے نہیں کھایا اور اس کے متعلق کبھی تو آپ نے یہ فرمایا کہ (گوہ) میری قوم (قریش) کی سرزمین میں نہیں تھا۔ اس لئے میں اسے ناپسند کرتا ہوں اور کبھی آپ نے فرمایا کہ اس کی شکل پر بعض قوموں کو مسخ کیا گیا تھا۔ اس لئے آپ نے اس کے کھانے سے منع فرما دیا۔ حضرت شاہ ولی اللہؒ فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک، دونوں باتوں میں تناقض وتضاد نہیں ــــ کیونکہ گوہ میں بیک وقت دونوں باتیں پائی جاتی ہیں۔ اور ان میں سے ہر ایک بات اس کے متعلق عذر بن سکتی ہے۔ یعنی جن لوگوں نے اسے کھایا۔ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نہ کھانے کو طبعی کراہت پر محمول کیا ہے، شرعی کراہت پر محمول نہیں کیا۔ اس لئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مولد ومنشاء کے مقام (مکہ مکرمہ) میں گوہ نہیں پایا جاتا تھا۔ اس لئے آپ اس سے مانوس نہیں تھے اور اسکو کھانا پسند نہ فرماتے تھے۔ لیکن آپ کے سامنے اس کو کھایا گیا تو آپ نے قطعی اور حتمی طور پر منع بھی نہیں فرمایا۔ اور جن لوگوں نے اسے نہیں کھایا انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نہ کھانے کو شدید کراہت پر محمول فرمایا ہے۔ کیونکہ مسوخ جانور ہے اور ظاہر ہے کہ ایسا جانور ملعون ہوگا ــــ لیکن شاہ ولی اللہؒ فرماتے ہیں۔ کہ ایک چیز کا احتمال کی بناء پر ترک کر دینا یہ ورع وتقویٰ کا درجہ رکھتا ہے۔ اس کو تحریم پر محمول نہیں کیا جا سکتا۔ لہٰذا نہی تنزیہہ مراد ہوگی (لیکن حضرت امام اعظم ابو حنیفہؒ نے نہی کو نہی تحریمی پر محمول کیا ہے۔ اور ان کا استدلال یہ ہے کہ کھانے کی اجازت پہلے تھی، بعد میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے کھانے سے منع فرما دیا۔ جیسا کہ ابو داؤد شریف کی روایت میں ہے۔ نیز ایک صحیح روایت میں یہ بھی آیا ہے۔ کہ ام المؤمنین عائشہ صدیقہؓ نے پکا ہوا گوہ کسی سائل کو دینا چاہا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرما کر منع کر دیا کہ جس چیز کو تو خود نہیں کھاتی اسکو سائل کو کیسے دینا گوارا کرتی ہو۔ بہر حال اس کا مکروہ تحریمی ہونا زیادہ راجح معلوم ہوتا ہے۔

درندہ جانوروں کی حرمت | آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے درندہ جانوروں کے گوشت سے منع فرمایا ہے جو کچلیوں (دانتوں) سے نوچ کر شکار کرتے ہیں۔ کیونکہ ایسے جانوروں کی طبیعتیں اعتدال سے نکلی ہوئی ہوتی ہیں۔ اور ان کے اخلاق میں سختی اور درشتگی ہوتی ہے اور ان میں سنگدلی بھی پائی جاتی ہے۔ لہٰذا ان کا گوشت کھانے سے انسان کے مزاج میں بد اخلاقی اور درشتگی سنگدلی کا پیدا ہونا لازمی ہے۔ اور پرندوں میں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے پرندوں کا گوشت حلال قرار دیا ہے جو پاکیزہ ہیں۔

اور انسانوں کے نزدیک مرغوب ہیں جیسا کبوتر، چڑیا وغیرہ۔

اور ایسے پرندوں کے گوشت کھانے سے منع فرمایا جو پنجہ مار کر شکار کرتے ہیں (باز، شکرہ، شاہین، چیل وغیرہ) کیونکہ ان میں سے بعض تو موذی قسم کے جانور ہیں۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو فاسق (ایذا رساں) فرمایا ہے، تو ایسے جانوروں کا گوشت کھانا یقیناً انسان کی روحانی صحت کے منافی ہوگا۔ اور ایسے پرندے جو مردار اور نجاست کھاتے ہیں ان کا گوشت کھانا بھی مکروہ قرار دیا گیا ہے۔ اور تمام ایسے پرندے اور جانور جن کو عرب کے لوگ اپنی سلامتی طبع سے خبیث اور گندہ خیال کرتے تھے ایسے جانوروں کا کھانا ناجائز ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ صفت قرآن کریم میں بیان فرمائی ہے۔ (یحل لہم الطیبات ویحرم علیہم الخبائث) اور آپ پاکیزہ چیزوں کو ان لوگوں کیلئے حلال قرار دیتے ہیں اور گندی اور خبیث چیزوں کو حرام قرار دیتے ہیں۔ یہ پیشین گوئی تورات و انجیل میں کی گئی ہے۔ اور ٹڈی دل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں کھایا جاتا تھا اور اہل عرب اسکو پاکیزہ خیال کرتے تھے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو حلال قرار دیا ہے۔

بحری جانور اور جانوروں کی قسموں میں ایک قسم بحری جانوروں کی بھی ہے۔ اس قسم میں اہل عرب جسکو پاکیزہ خیال کرتے تھے جیسا مچھلی اور عنبر (مچھلی کی ایک قسم = وہیل مچھلی) وہ حلال ہے۔ چنانچہ مچھلی کی تمام اقسام حلال قرار دی گئی ہیں۔ البتہ ایسی مچھلی جو خود بخود پانی میں مر کر سطح پانی پر الٹی تیرتی ہے (طافی) اس کے کھانے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے۔ کیونکہ اس کے جسم میں خبیث قسم کا زہریلا مادہ پیدا ہو جاتا ہے۔ اور ایسی مچھلی کے کھانے سے مہلک امراض کے پیدا ہونے کا خطرہ ہے۔ مچھلی کے علاوہ پانی میں رہنے والے ایسے جانور جن کو اہل عرب خبیث اور گندہ خیال کرتے تھے۔ اور جنکا نام خشکی کے حرام جانوروں کے نام پر رکھا جاتا ہے۔ جیسا کہ بحری کتا، بحری خنزیر وغیرہ۔ تو چونکہ اس بارہ میں دلائل باہم متعارض ہیں۔ (بعض فقہاء نے ایسے جانوروں کو حلال قرار دیا اور بعض نے ناجائز) اس لئے ایسے جانوروں کے گوشت کھانے سے بچنا ہی بہتر ہے۔

طیب وخبیث (پاک وناپاک) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ جس گھی میں مرا ہوا چوہا پایا گیا ہو اس کے بارہ میں کیا حکم ہے۔؟ تو آپ نے فرمایا چوہے کو اس کے ارد گرد لگے ہوئے گھی کو پھینک دو اور باقی حصہ کو استعمال کرو اور ایک روایت میں اس طرح تفصیل کے ساتھ بیان ہوا ہے۔ کہ جب چوہا گھی میں گر پڑے تو اگر گھی جامد (منجمد) ہے تو اس کے ارد گرد لگے ہوئے گھی کو پھینک دو اور اگر گھی سیال یعنی پگھلا ہوا ہو تو اس کے قریب نہ جاؤ۔ یعنی اسے مت استعمال

کر دیہ سب ناپاک ہوگا۔ حضرت شاہ ولی اللہؒ فرماتے ہیں کہ مردار اور جس چیز پر اس کا اثر ہو ایسی چیزیں تمام ادیان واقوام میں خبیث وناپاک سمجھی جاتی ہیں۔ اور جب ناپاک حصہ کو الگ کرلیا جائے تو جو حصہ باقی ہوگا وہ قابلِ استعمال ہوگا اور اگر پاک وناپاک میں تمیز ممکن نہ ہو جیسا سیال کی صورت میں تو پھر سب ہی حرام ہو جائے گا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث پاک نے اس بات کو ثابت کردیا ہے کہ ہر ایسی چیز جو ناپاک ہو یا ناپاک چیز کے ساتھ مل جائے تو ایسی چیز حرام ہے۔

غلاظت خور جانور کا حکم | آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جلّالہ (غلاظت خور جانور گائے، بکری، اونٹنی وغیرہ کے گوشت اور دودھ سے منع فرمایا ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہؒ فرماتے ہیں کہ اس ممانعت کی وجہ یہ ہے کہ ایسے جانور کے رگ وریشہ اور تمام اعضاء بدن میں نجاست سرایت کر جاتی ہے۔ اور تمام اعضاء میں پھیل جاتی ہے۔ اس لئے ایسے جانور کا حکم وہی ہوگا۔ جو نجاست کا حکم ہے یا اسکا حکم اس جانور جیسا ہوگا جو نجاست پر زندگی بسر کرتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان ہے کہ ہمارے لئے دو قسم کے مردار اور دو قسم کے خون حلال قرار دئے گئے ہیں۔ مردار سے مراد مچھلی اور ٹڈی دل ہے اور خون سے مراد جگر اور تلی ہے۔ شاہ ولی اللہؒ فرماتے ہیں کہ اصل میں جگر اور تلی تو جانور کے جسم کے اعضاء میں سے ہیں۔ لیکن ان کی مشابہت خون کے ساتھ ہوتی ہے۔ کیونکہ جگر میں خون تیار ہوتا ہے۔ اور تلی میں جمع ہوتا ہے۔ اس قرب وتلبس کی بناء پر ان کو خون کہا گیا ہے۔ تمام جسم کی ساخت سے بھی انکی ساخت قدرے مختلف ہوتی ہے یہ دونوں اعضاء ایک خون نما لوتھڑے کی شکل میں ہوتے ہیں۔ اس لئے ان کو مجازاً خون کہا گیا ہے۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شبہ کو دور فرمایا کہ کہیں ان کو دم مسفوح کے حکم میں نہ سمجھ لیا جائے۔ اور مچھلی اور ٹڈی دل کو مردار کہنا اس بنا پر ہے کہ ایک تو ان کے جسم میں دمِ مسفوح نہیں ہوتا، اس لئے ان میں ذبح نہیں مشروع قرار دی گئی۔ ان کا شکار کرنا اور مارنا ہی ذبح کے قائم مقام ہے۔ اس لئے ان پر بھی مجازاً میت کا اطلاق کیا گیا ہے۔

کورکرلے اور چھپکلیاں | آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وزغ (کورکرلے، چھپکلیاں) کو قتل کرنے کا حکم دیا ہے۔ اور ان کو موذی (فاسق) بتلایا ہے۔ اور یہ بھی فرمایا کہ یہ ابراہیم علیہ السلام کے لئے جلائی ہوئی آگ میں پھونک مارتا تھا۔ جیسا کہ صحیح احادیث میں آیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ جو شخص اس کو پہلی ضرب سے مارے گا۔ اس کو سَو نیکیاں حاصل ہوں گی۔ دوسری اور تیسری ضرب سے اس سے کم نیکیاں ملیں گی (مسلم) حضرت شاہ ولی اللہؒ فرماتے ہیں کہ اس کا فلسفہ یہ ہے کہ بعض جانور پیدائشی طور پر ایسے ہوتے ہیں جن سے ایسے افعال وحرکات سرزد ہوتے ہیں جو شیطان کے ساتھ مناسبت رکھتے ہیں

اور ان جانوروں کو شیطان کے ساتھ قرب اور خاص مشابہت ہوتی ہے۔ اور یہ شیطانی وسوسوں کو زیادہ قبول کرتے ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بھی معلوم ہوا کہ چھپکلی (وزغ) بھی ان جانوروں میں سے ہے۔ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے کافروں نے جو آگ جلائی تھی اس میں یہ پھونکتی تھی۔ کیونکہ اسکی طبیعت وسوسہ شیطانی کو قبول کرنے کیلئے زیادہ آمادہ رہتی ہے۔ اگرچہ اس کے پھونکنے سے کچھ فائدہ نہ دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو قتل کرنے کی جو ترغیب دی ہے اسکی دو وجوہات ہیں۔ ایک وجہ یہ ہے کہ اس کے قتل کرنے سے نوع انسانی سے موذی چیزوں کو دفع کرنا ہے۔ اور اس کا قتل کرنا بالکل ایسا ہے۔ جیساکہ زہریلے اور خاردار درختوں کو کاٹنا یا کسی ایسی ایذا رساں چیز کو راستے سے ہٹا دینا، اس کا مقصد بھی بنی نوع انسان سے اذیت اور تکلیف کو دور کرنا ہوتا ہے۔ (بعض اطباء نے اپنا تجربہ بیان کیا ہے کہ چھپکلی جب نمک کو دیکھتی ہے تو اس میں لوٹ پوٹ ہو جاتی ہے اور ایسا نمک جب کھانے میں آتا ہے تو انسان کے جسم میں برص جیسی خطرناک بیماریاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ اس لئے ایسے موذی جانور کو قتل کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ تاکہ انسانوں کو پراگندگی اور پریشانی سے بچایا جائے۔) اور دوسری وجہ یہ ہے کہ اس کے قتل کرنے میں شیطان کے لشکر کو شکست دینا ہے۔ اور شیطانی وسوسہ کے گھونسلہ (مرکز) کو توڑنا ہے۔ اور یہ چیز اللہ تعالیٰ اور ملائکہ مقربین کے نزدیک پسندیدہ ہے۔ باقی رہا پہلی ضرب سے قتل کرنے کی صورت میں ثواب کا زیادہ ہونا۔ تو اس کا فلسفہ یہ ہے کہ یہ مہارت اور حذاقت پر دلالت کرتا ہے اور اس میں نیکی اور خیر کی طرف سبقت اور سرعت سے اقدام کرنا ہے۔ اور سبقت الی الخیر ایک پسندیدہ فعل ہے۔

مردار (میتہ) کی حرمت کا فلسفہ حضرت شاہ ولی اللہؒ فرماتے ہیں: قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيرِ	تم پر حرام قرار دیا گیا ہے مردار، خون، خنزیر کا گوشت
وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوذَةُ	اور وہ چیز جس پر اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کا نام
وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيحَةُ وَمَا أَكَلَ السَّبُعُ	لیا گیا ہے، (نذر لغیر اللہ) اور گلا گھونٹ کر مارا ہوا
إِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ وَأَنْ	جانور چوٹ لگا کر مارا ہوا جانور اوپر سے نیچے گر کر
تَسْتَقْسِمُوا بِالْأَزْلَامِ ذٰلِكُمْ فِسْقٌ. (مائدہ)	مرنے والا جانور اور جسکو دوسرے جانور نے سینگ

مار کر ہلاک کر دیا ہو اور جسکو درندوں نے چیر پھاڑ کر ہلاک کر دیا ہو۔ البتہ ان میں سے جس جانور کو مرنے سے پہلے تم ذبح کر لو تو وہ حلال ہوگا۔ اور وہ جانور بھی حرام قرار دیا گیا ہے جس کو کسی تکیہ یا تھان

پر بسینٹ چڑھایا گیا ہو۔ اور تم پر یہ بھی حرام قرار دیا گیا ہے کہ تیروں کے ساتھ جوا کھیلو یا قسمت معلوم کرو۔ یہ فسق اور معصیت ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہؒ فرماتے ہیں: مردار اور خون کی حرمت کا فلسفہ یہ ہے کہ یہ چیزیں ناپاک اور نجس ہیں۔ اس لئے ان کا کھانا پینا حرام قرار دیا گیا ہے۔ (مردار کے کھانے سے نشاط اور چستی ختم ہو جاتی ہے اور خون کے استعمال سے قساوت قلبی اور سنگدلی پیدا ہو جاتی ہے۔ مردار خوار جانوروں میں تجربہ سے اسکا مشاہدہ کیا جا سکتا ہے۔) خنزیر اس لئے حرام ہے کہ اس کی صورت پر بعض مغضوب اور ملعون قوموں کو مسخ کیا گیا ہے (نیز یہ غلاظت کھانے والا جانور ہے۔ اور اس میں ایک ایسی خصلت پائی جاتی ہے جو فطرت انسانیہ کے منافی ہے (اشتراک فی الموطوۃ) اسی وجہ سے خنزیر کا گوشت کھانے والی قومیں انتہائی درجہ کی بے حیا ہوتی ہیں۔) اور ما اہل لغیر اللہ (نذر لغیر اللہ) اور ما ذبح علی النصب (تھان وغیرہ ذبح کئے ہوئے جانور) سے اس لئے منع کیا گیا ہے کہ اس سے شرک کی جڑ کاٹنی مقصود ہے۔ اور اسکی حرمت کی دوسری وجہ یہ ہے کہ فعل قبیح کی خباثت وقباحت مفعول میں بھی سرایت کرتی ہے۔

ذبح کی شرط ضروری ہے: گلا گھونٹ کر مارا ہوا اور نیچے گر کر مرنے والا اور سینگ سے مار کر ہلاک کیا ہوا اور درندوں نے جس کو کھا لیا ہو ان کو اس لئے حرام قرار دیا گیا ہے کہ ذبح کا مشروع طریقہ جسکی وجہ سے مذبوح جانور حلال ہوتا ہے۔ اور اس کا گوشت پاک ہوتا ہے وہ یہاں نہیں پایا گیا۔ اور ذبح کا طریقہ شریعت میں اسطرح مقرر کیا گیا ہے کہ جانور کو گلے اور سینے کے بالائی حصہ (لبّہ) کے درمیان ذبح کیا جائے اور اس کا خون تیز آلہ سے اسکی رگوں کو کاٹ کر بہا دیا جائے۔ شریعت میں مذبوح کے پاک ہونے کی یہی صورت مقرر کی گئی ہے اب اگر یہ شرط نہ پائی گئی تو ایسے جانور حرام ہوں گے اور دم مسفوح تمام جسم میں پھیل جائے گا اور سارا جسم ناپاک ہو جائے گا اور ناپاک چیز کا کھانا حرام ہے۔ الّا ما ذکیتم۔ یعنی جس جانور پر اس قسم کے واقعات گزرے ہوں، اور تم اس جانور کو ایسی حالت میں پالو کہ اسکی جان نہ نکلی ہو اور تم اسے ذبح کر دو تو وہ حلال ہے۔ کیونکہ یہ بات ثابت ہو گئی کہ ذبح کرنے سے ہی اسکی جان نکلی ہے نہ کہ حادثہ سے۔

جانور کو روک کر نشانہ بنانے سے منع کیا گیا ہے: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا کہ کسی زندہ جانور کو نشانہ بنا کر اس پر تیر اندازی کی مشق کی جائے۔ اور اسطرح اس کو مارا جائے۔ ایسے جانور اگر اسطرح مر جائے تو وہ مردار ہو گا جس کا کھانا حرام ہے۔ لیکن اگر اسطرح تیر اندازی کرنے سے وہ مرا نہیں اور ذبح کر لیا گیا تو فقہائے کرام ایسے جانور کے کھانے کو بھی مکروہ فرماتے ہیں۔ کیونکہ تیر اندازی

سے اس کے جسم میں ذبح کے وقت کمزور ہو جانے کے باعث خون بہت کم خارج ہوگا۔ اور دوسرا یہ فعل بھی بہت ظالمانہ ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہؒ فرماتے ہیں کہ اہل جاہلیت کسی جانور کو ایک جگہ باندھ کر پھر اسے تیروں کا نشانہ بناتے تھے۔ ایسے جانور کو مصبورۃ یا مجثمہ کہا جاتا ہے۔ نیز یہ اس لئے بھی حرام ہوتا ہے۔ کہ یہ جانور اذیت کے ساتھ حرام موت مرجاتا ہے۔ اس سے اللہ تعالیٰ کا تقرب نہ حاصل ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کیلئے اسکو قربان کیا جاتا۔ اور نہ اللہ تعالیٰ کی نعمت کا شکر یہ اس کے ذریعہ ادا کیا گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ " اللہ تعالیٰ نے ہر چیز پر رحم و احسان فرض قرار دیا ہے۔ تم اگر کسی چیز کو قتل کرتے ہو تو احسان کے ساتھ قتل کرو۔ اور اگر تم جانور کو ذبح کرو تو ذبیحہ کو احسان کے ساتھ ذبح کرو۔ ہر شخص کو چاہیئے کہ ذبح کیلئے اپنی چھری کو تیز کرے اپنے ذبیحہ کو راحت پہنچائے " حضرت شاہ ولی اللہؒ فرماتے ہیں کہ جانور کو ذبح کرنے کیلئے جان نکالنے کا آسان طریقہ اختیار کرنا اس داعیہ رحم کا اتباع ہے۔ نرمی و لطف کا اظہار ہے۔ اور یہ ایک ایسا وصف ہے جو اللہ تعالیٰ کو پسند ہے۔ اور نیز اس پر بہت سی منزلی اور شہری مصلحتوں کا انحصار ہے۔

زندہ جانور کے جسم سے کوئی حصّہ جدا کرنا حرام ہے اور وہ مردار ہے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس جانور کے جسم سے کوئی حصّہ کاٹ کر جدا کیا گیا وہ مردار ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہؒ فرماتے ہیں کہ اہل عرب اونٹ کے کوہان اور دنبوں کی چکیاں کاٹ لیتے تھے اور ظاہر ہے کہ اس میں جانور کو سخت اذیت ہوتی ہے۔ اور یہ کام اس کے بالکل مناقض ہے جو اللہ تعالیٰ نے ذبح کے سلسلہ میں مقرر فرمایا ہے۔ اس لئے آپ نے اس سے قطعی طور پر منع فرمایا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص کسی چڑیا یا اس سے کسی بڑے یا چھوٹے جانور کو ناحق مارے گا، اللہ تعالیٰ اس سے بازپرس کرے گا۔ کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ اس کا حق کیا ہے تو آپ نے فرمایا کہ اس کا حق یہ ہے کہ اُسے ذبح کیا جائے اور اسے کھائے۔ اور ایسا نہ کرے کہ اس کے سر کو کاٹ کر پھینک دے۔

حضرت شاہ ولی اللہؒ فرماتے ہیں کہ یہاں دو قسم کی باتیں ہیں جن میں اشتباہ و ابہام ہے ہر ایک بات کا تعین کرنا اور اس اشتباہ و ابہام کو رفع کرنا اور ان میں امتیاز کرنا ضروری ہے۔

۱۔ ایک بات یہ ہے کہ جانور کو ذبح کرنا ضرورت کے لئے ہونا چاہیئے اور نوع انسانی کی مصلحت کے قائم کرنے کے داعیہ ہو۔

۲۔ دوسری بات یہ ہے کہ بلا ضرورت کسی جانور کو تباہ کرنا اور زمین میں فساد کرنا یہ سنگدلی اور

قساوت قلبی ہے۔

شکار کے احکام | حضرت امام ولی اللہؒ فرماتے ہیں کہ شکار اہل عرب کی عام عادت تھی۔ اور اس کا رواج عام تھا حتیٰ کہ یہ شکار ان کے پیشوں (مکاسب) میں سے اہم پیشہ تھا جس پر انکی معاش کا مدار تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شکار کو مباح قرار دیا۔ لیکن شکار کی کثرت کے نقصانات بھی ساتھ ساتھ بیان فرما دئے۔ اور آپ نے فرمایا کہ جو شخص شکار کے پیچھے پڑے گا تو وہ غفلت میں مبتلا ہوگا۔ شکار کے احکام کی بنیاد اس پر ہے کہ شکار اپنی تمام شرائط اور صورتوں میں ذبح پر محمول ہے یعنی شکار کی ہر صورت میں ذبح کرنا لازم اور ضروری ہے، بجز ایسی صورتوں کے کہ جن میں مشروع طریقہ پر ذبح کرنا دشوار ہو اور ایسی صورت میں اگر ذبح مشروع کو ضروری قرار دیا جائے تو شکاریوں کی سعی و کوشش بار آور نہ ہوسکے گی، چنانچہ اسی بنا پر شکار کرنے والے جانور کو شکار پر چھوڑتے وقت یا تیر چلاتے وقت اللہ تعالیٰ کا نام لینا ضروری ہوگا۔ البتہ ذبح اور حلق اور لبہ شرط نہ ہوگا۔ اسی کو فقہاء ذبح اضطراری کہتے ہیں۔ اور اس کے علاوہ شکار کے احکام شکار کے ذاتیات پر بھی مبنی ہیں۔ مثلاً یہ کہ آیا شکار کرنے والا جانور سدھایا ہوا (معلم) ہے اور پھر اسکو قصداً شکار پر چھوڑا گیا ہے۔ اگر سدھایا ہوا جانور نہیں تو اس شکار کی حیثیت اتفاقی طور پر ہوگی۔ اور شکار کے احکام شکاری جانور کی ذاتی اہلیت پر بھی مبنی ہوں گے۔ مثلاً یہ کہ اس شکاری جانور نے اس شکار میں سے کھایا نہ ہو۔ اگر اس نے کھالیا ہو تو اگر وہ شکار زندہ پایا گیا اور ذبح کر لیا گیا تو حلال ہوگا۔ ورنہ وہ مردار اور حرام ہوگا۔ اور یہی فرق ہوگا ایک سدھائے ہوئے جانور کے شکار کرنے میں اور ایک درندہ کے کھا جانے میں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے شکار اور ذبح کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ نے اسی اصول پر جواب دیا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے یہ سوال کیا کہ ہم اہل کتاب کی سرزمین میں رہتے ہیں۔ کیا ہم ان کے برتنوں میں کھالیا کریں یا نہ؟ اور آپ سے یہ بھی دریافت کیا گیا کہ میں اپنی کمان کے ساتھ اور اپنے سدھائے ہوئے کتے اور بے سدھائے ہوئے کتے دونوں کے ساتھ شکار کرتا ہوں۔ تو ارشاد ہو کہ میرے لئے کونسی صورت جائز ہوگی۔ اور کونسی ناجائز تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا کہ تم نے جو اہل کتاب کے برتنوں کے بارہ میں پوچھا ہے تو اگر ان برتنوں کے علاوہ تمہیں دوسرے برتن مل سکتے ہوں تو پھر ان میں نہ کھاؤ اور اگر دوسرے برتن میسر نہ آسکتے ہوں تو ان کو دھو کر استعمال کر لیا کرو۔ اور جو شکار تم نے اپنی کمان کے ساتھ کیا ہو اور اس پر تم نے اللہ کا نام لیا ہو تو اسکو کھاؤ اور جس سدھائے ہوئے کتے سے

تم نے شکار کیا ہو اور اسکو شکار پر چھوڑتے وقت اللہ کا نام لیا ہو تو اس کو کھا سکتے ہو۔ اور جو تم نے بے سدھائے ہوئے کتے سے شکار کیا ہو تو اگر اس کو زندہ حالت میں پالیا اور ذبح کرلیا تو اسکو کھاؤ۔

امام ولی اللہؒ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو یہ فرمایا کہ ان برتنوں کے علاوہ دوسرے برتن تمہیں مل جائیں تو اہل کتاب کے برتن نہ استعمال کرو اس کا فلسفہ اور حکمت یہ ہے کہ اس میں اعلیٰ اور برتر چیز کو اختیار کرنے کی تعلیم دی ہے اور یہ کہ دل کو وساوس سے راحت اور نجات مل جاتی ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ یا رسول اللہ ہم سدھائے ہوئے کتے شکار پر چھوڑتے ہیں۔ آپ کیا فرماتے ہیں، اس کے متعلق آپ نے جواب میں فرمایا کہ جب تم اپنے سدھائے ہوئے کتے کو شکار پر چھوڑو تو اللہ تعالیٰ کا نام لیکر (بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر) چھوڑا کرو۔ اگر وہ کتا شکار کو تمہارے لئے پکڑ لائے اور تم اسے زندہ پالو تو اس کو ذبح کرو۔ اور اگر تم نے اسکو ایسی حالت میں پایا کہ وہ شکار اس نے قتل کر دیا ہے۔ اور خود اس کتے نے اس میں سے نہیں کھایا۔ تو تم اس کو کھا سکتے ہو اگر اس نے اس میں سے کھالیا ہے تو تم اس کو نہ کھاؤ کیونکہ وہ تو اس نے اپنے لئے شکار کو پکڑا ہے اور اگر تم نے اپنے کتے کے ساتھ دوسرے کتے کو پایا۔ اس حالت میں کہ شکار کو قتل کر دیا گیا ہے تو تم اس کو نہ کھاؤ کیونکہ تم نہیں جانتے ان دونوں میں سے کس نے اس شکار کو قتل کیا ہے۔ کیونکہ اس صورت میں اگر بے سدھائے ہوئے کتے نے قتل کیا ہے تو پھر بھی وہ شکار مردار ہوگا اور اگر دوسرے کتے پر بسم اللہ نہیں کہہ کر چھوڑا گیا تو پھر بھی حلال ہونے کی شرط نہ پائی گئی۔ حضرت عدی بن حاتمؓ کی روایت میں آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا کہ تم نے اللہ تعالیٰ کا نام اپنے کتے پر لیا ہے دوسرے پر نہیں لیا۔ اس لئے ایسی صورت میں شکار مردار ہوگا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی شخص نے دریافت کیا کہ حضورؐ میں شکار پر تیر پھینکتا ہوں اور دوسرے دن اس شکار میں تیر پھنسا ہوا دیکھتا ہوں۔ اس کے متعلق کیا ارشاد ہے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر شکار تم سے غائب ہو جائے اور پھر تمہیں معلوم ہو کہ یہ تمہارے تیر نے قتل کیا ہے۔ اور اس میں کسی درندہ وغیرہ کا اثر نہ ہو تو تم ایسے شکار کو کھا سکتے ہو۔ اور ایک دوسری روایت میں یہ بھی ہے کہ جب تم تیر پھینکو تو اس پر اللہ تعالیٰ کا نام لو۔ پھر اگر وہ شکار تم سے دن بھر غائب ہو جائے اور پھر تم اسے اسی طرح پاؤ کہ تمہارے تیر کے سوا اس میں کسی اور چیز کا اثر نہ ہو تو تم اس شکار کو کھا سکتے ہو، اور اگر تم اسکو ایسی حالت میں پاؤ کہ وہ پانی میں ڈوبا ہوا ہے۔ تو تم اسکو مت کھاؤ۔ ظاہر ہے کہ اس وقت اسکی موت کو بالیقین تیر کیطرف نہیں منسوب کیا جا سکتا بلکہ ممکن ہے کہ پانی میں ڈوبنے کی وجہ سے یا کسی چیز کے ساتھ ٹکرا کر مر گیا ہو تو ایسی صورت میں وہ مردار ہوگا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ حضور ہم معراض (بے پر و بیکان تیر یعنی جس کے ساتھ بھالا ہو اور اس کے ساتھ پر نہ ہو) کو پھینک

کر شکار کرتے ہیں۔ اس کا کیا حکم ہے۔؟ آپ نے فرمایا اگر اس نے شکار کو اپنی تیزی کی وجہ سے (جیساکہ نوکدار چیزوں میں ہوتا ہے۔) چیر پھاڑ کر قتل کیا ہے تو تم اسے کھا سکتے ہو اس کا گوشت حلال ہے اور اگر اس نے اپنی چوڑائی (چپٹے حصے) سے ضرب اور ٹھوکر لگا کر شکار کو قتل کیا ہے تو تم اسے مت کھاؤ کیونکہ یہ موقوذہ (چوٹ لگا کر مارا ہوا ہے) اور ایسا جانور بجز ذبح کرنے کے حلال نہیں ہوتا۔ (اسی طرح بندوق یا غلیل سے مارا ہوا شکار بھی اسی حکم میں ہے۔ یعنی موقوذ و قیذ کے حکم میں۔ کیونکہ بندوق بھی شکار کو اپنے دباؤ (فورس FORCE) سے قتل کرتی ہے، تیز نوکدار ہونے کی وجہ سے نہیں ایسی صورت میں ذبح کے بغیر یہ مردار ہوگا۔ مفتی محمد عبدہٗ مرحوم اور سید رشید رضا مرحوم اور مودودی صاحب اور بعض دوسرے لوگوں کا فتویٰ کہ بندوق کا شکار بے ذبح کے حلال ہے تحقیق کے خلاف ہے اور قابل اعتماد نہیں جمہور فقہا اور محققین اس کے خلاف ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سائل نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہمارے پاس ایسے نو مسلم لوگ گوشت لاتے ہیں جو نئے نئے شرک وکفر سے باہر ہوتے ہیں ہمیں کچھ معلوم نہیں کہ انہوں نے ذبح کے وقت اس پر اللہ تعالیٰ کا نام لیا ہے یا نہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اس پر اللہ تعالیٰ کا نام لو اور اسے کھالو۔ شاہ ولی اللہؒ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان اس اصل پر مبنی ہے۔ کہ شریعت کے احکام ظاہر پر مبنی ہوتے ہیں۔ جب ایک مسلمان گوشت لاتا ہے تو بلاوجہ اس پر بدگمانی کرنا خلاف ظاہر ہے۔ ایک مسلمان کو دوسرے مسلمان کے متعلق اچھا گمان کرنا چاہیئے چنانچہ شاہ ولی اللہؒ اس چیز کو واضح کرنے کیلئے فرماتے ہیں۔ کہ :

واما حدیث اھل البادیۃ فھو من	وہ حدیث جس میں اہل بادیہ (دیہاتی نو مسلم قسم کے لوگ)
اقامۃ الدلیل الظاھر مقام الیقین	کے گوشت لانے کا ذکر ہے تو اس کا مطلب یہ ہے
ولیس فیہ شک کما ورد فی الخبر	کہ ظاہری دلیل کو یقین کے قائم مقام ٹھہرایا گیا ہے۔
اذا دخلت علی مسلم فکل من طعامہ	اس میں اس بات کا شک نہیں کہ وہ گوشت حرام
ولا تسألہ۔ (مسوی مصفا ص ۱۷۵ ج ۲)	ہو یا شاید اس پر اللہ کا نام نہ لیا گیا ہو یہ ایسا ہی

ہے جیساکہ دوسری حدیث میں وارد ہوا ہے کہ جب تم کسی مسلمان کے پاس جاؤ تو اس کے پیش کئے ہوئے کھانے کو کھالو اور یہ مت دریافت کرو کہ یہ کیسا ہے۔ حلال ہے یا حرام کیونکہ ایک مسلمان کے عمل کو اچھے محمل پر محمول کرنا چاہیئے۔ جب وہ ضیافت کرتا ہے۔ تو ظاہر ہے کہ حلال اور پاک مال سے اور طیب کمائی سے ہی کرتا ہوگا۔ اسی طرح یہاں بھی وہ نو مسلم جو گوشت لاتے ہیں تو اس میں شک کرنے کی کوئی وجہ نہیں، بس تم اللہ کا نام لو اور کھالو۔

ذبح کے احکام | آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے عرض کیا گیا کہ ہماری کل دشمن سے ٹکر ہوگی اور ہمارے پاس چھریاں وغیرہ نہیں جن سے ہم اس وقت جانور ذبح کر سکیں۔ صرف تلواریں ہی ہمارے پاس ہیں اگر ہم ان کو اس وقت جانوروں کے ذبح کرنے اور گوشت کاٹنے میں استعمال کرتے ہیں تو یہ کند ہو جائیں گی تو کیا ایسی صورت میں ہم بانس یا اس قسم کی تیز کھپچیوں سے جانور ذبح کر سکتے ہیں۔؟ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس قسم کی جو چیز بھی ہو جو اپنی تیزی کی وجہ سے خون بہا دے اور اس پر اللہ تعالیٰ کا نام لیا گیا ہو تو اس سے ذبح کرنا درست ہے۔ جیسا کہ دوسری روایت میں اسی طرح آیا ہے کہ آپ سے اس بکری کے بارہ میں سوال کیا گیا جس کو ایک لونڈی نے دیکھا کہ وہ مر رہی ہے اور ذبح کرنے کیلئے اس کے پاس کوئی چیز نہ تھی اس لونڈی نے ایک پتھر جلدی سے توڑ کر اور اس کا ایک تیز ٹکڑا لے کر اس بکری کو ذبح کر دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو کھاؤ یہ حلال ہے۔ لکڑی یا تیز پتھر یا کوئی اور تیز قسم کی چیز ہو تو اس سے ذبح کئے ہوئے جانور حلال ہیں۔ البتہ دانت اور ناخن سے ذبح نہ کیا جائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تمہیں بتاتا ہوں کہ دانت تو ہڈی ہے اور ناخن حبشیوں کی چھری ہے یعنی حبشہ کے مشرک لوگ ناخن کے ساتھ جانور کو کاٹتے تھے یہ ایک غلط اور جانور کو اذیت دینے والا طریقہ ہے۔ ایک مرتبہ ایک اونٹ بھاگ نکلا جس کا پکڑنا دشوار ہو گیا۔ تو ایک شخص نے تیر مار کر اسکو قابو کیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس موقعہ پر فرمایا کہ گھریلو اور پالتو جانور بھی بعض اوقات آدمیوں سے متنفر ہو کر وحشی جانوروں کی طرح بھاگ جاتے ہیں۔ تو جب کوئی جانور وحشی ہو جائے تو تم اس کے ساتھ ایسا ہی سلوک کرو۔ جیسا وحشی جانوروں کو تیر مار کر زخمی کر دیا جاتا ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہؒ فرماتے ہیں کہ ایسا جانور چونکہ وحشی بن گیا تو اس کا حکم وہی ہوگا جو شکار کا حکم ہے — واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

ڈھاکہ میں مجلس مذاکرہ

تعلیم القرآن سوسائٹی ڈھاکہ (مشرقی پاکستان) کے زیر اہتمام قرآنی علوم و معارف پر بحث و مذاکرہ کے لئے ۲۳ر فروری سے ڈھاکہ میں ایک سیمینار ہو رہا ہے۔ منتظمین کی خواہش پر اس مجلس میں حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب مدظلہ مہتمم دارالعلوم حقانیہ اور مدیر ماہنامہ الحق نے دعوت شمولیت منظور کر لی ہے اگر کوئی مانع پیش نہ آیا تو یہ حضرات اس میں شرکت فرماویں گے۔ اس سیمینار میں مولانا سمیع الحق مدیر ماہنامہ الحق "قرآن کریم اور تعمیر اخلاق" کے موضوع پر مقالہ سنائیں گے۔ انشاء اللہ

(صابر علی شاہ مینیجر الحق)